اور ایک بھی صدہا آیات ایسی موجود ہیں جن میں صداقت کا نور چمک رہا ہے اور تمام اہل کتاب پر رسول موعود کی سچائی کے بارے میں اتمام حجت کر رہا ہے۔ فاضل مصنف نے انھیں آیات میں سے مختلف صحیفوں کی پچاس پیشین گوئیوں کو جمع کر دیا ہے، جن میں سے بعض تو بالکل صریح اور واضح ہیں اور بعض بانداز کنایہ و استعارہ کسی قدر مبہم ہیں۔ لیکن مصنف نے ہر پیشین گوئی نقل کرنیکے بعد اس پر مختصر تشریحی نوٹ لکھکر اس پردۂ ابہام کو بھی اٹھا دیا ہے۔ موصوف نے اس مجموعہ کو مرتب کرکے جو سعادت حاصل کی ہے وہ ہر طرح سے مبارک ہے۔ قرآن کے طالب علموں اور دینی مناظروں کے مطالعہ کی خاص چیز ہے۔

مصنف کو انجیل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کچھ تحریر کرتے وقت اپنے قلم کو کسی قدر اور محتاط رکھنا چاہیے تھا۔ اسی طرح بحیرا راہب کے واقعہ سے استناد کرنے سے بھی محترز رہنا چاہیے تھا۔ یہ واقعہ تاریخی تحقیقات کی کسوٹی پر کسی طرح صحیح نہیں ثابت ہوتا اور اس کو تسلیم کر لینے سے سوائے اس کے کوئی فائدہ نہیں کہ یورپ کے متعصب ائمہ جہل کو ذات قدسی صفات پر حملے کرنے کا ایک اوچھا ہتھیار مل جاتا ہے۔

سیرت سید احمد شہیدؒ | تالیف مولوی سید ابوالحسن علی صاحب ندوی۔ ضخامت ۴۶۴ صفحات قیمت مجلد عہ

ملنے کا پتہ: معین الدین صاحب، کتابخانہ۔ محمد علی لین۔ لکھنؤ۔

یہ اس پاکباز انسان کے سوانح حیات ہیں جو بیک وقت فقیر بے نوا بھی تھا اور سلطان وقت بھی، خانقاہ کا کنج نشین بھی تھا اور میدان کا مرد غازی بھی، یعنی وہ جو ایک واقعی مرد مومن اور اس آخری دور میں اسلام کی صحیح تصویر تھا اور جسے دنیا نے مجدد اسلام اور امیر المومنین کے ناموں سے یاد کیا۔ مولف موصوف چونکہ خود اسی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے جو حالات اور واقعات انھیں میسر آسکے ہیں شاید دوسروں کی وہاں تک رسائی نہ ہوتی۔ چنانچہ کتاب کی جامعیت، اسکا انداز بیان اور طرز تالیف اس امر پر شاہد ہے کہ اس سے پہلے جو کتابیں سید صاحب کے حالات میں لکھی گئی ہیں انہیں اس سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ اس

کتاب میں سید صاحب مجددؒ کی سیرت، آپکے سوانح زندگی، آپکی تبلیغ و ہدایت، آپکی تنظیم ملّی اور آپکے تمام مجاہدانہ معرکوں کا حال تفصیل سے اور دلنشین اسلوب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آخر میں آپکے مشہور خلفاء کے مختصر حالات بھی دیدیئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ جب امام وقت اور علمبردار نور نبوت بالاکوٹ کے میدان میں، قضائے الٰہی کے دامنوں کے اندر روپوش ہو گیا تو اسکے فیض یافتہ سرفروشوں نے کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے۔

جو مسلمان "تلاش حق" اور "میری کہانی" میں فلاح و نجاح کی راہیں ڈھونڈھ رہے ہیں انھیں چاہیے کہ ایک نظر اس کتاب کا بھی مطالعہ کریں تاکہ انہیں اندازہ ہو کہ ایک مسلمان کی شان اور حیثیت کیا ہوتی ہے؟ وہ کس نگاہ سے دنیا کو دیکھتا اور کس دماغ سے مسائل کو سوچتا ہے؟ اسکی زندگی کا مشن کیا ہے؟ دنیا میں زندہ رہنے اور کفر سے لڑکر اسے مغلوب کرنیکا طریقہ کیا ہے؟ اور جو مسلمان دشمن کے سامنے اسلام یا جزیہ یا تلوار کے سوا تیسری چیز پیش کرنیکا خدا کی طرف سے قطعاً مجاز نہیں ہے، اس کے لیے اقلیت اور اکثریت کے جھگڑوں میں الجھنے کی کونسی گنجائش ہے؟

کتاب زیر تبصرہ میں مصنف نے اس حقیقت کو قوی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ سید صاحب کے جہاد کا مقصد صرف پنجاب ہی کے مسلمانوں کو سکھوں کے ناروا مظالم سے نجات دلانا نہ تھا بلکہ خدا کی زمین میں کفر کی بادشاہی کو مٹا کر اسلامی نظام حکومت اور خلافت الٰہی کا قیام تھا، اور آپ کے سامنے صرف سکھ ہی نہ تھے بلکہ انگریز بھی تھے، لیکن مقتضائے وقت کی بنا پر ابتدا سکھوں کے ساتھ کی گئی اور جنگ شروع کرنے سے پہلے صاف لفظوں میں آپ نے سکھ مہاراجہ کو لکھ بھیجا کہ (۱) یا تو اسلام قبول کرو (۲) یا اطاعت قبول کر کے جزیہ دو (۳) یا آخر میں لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ لیکن مسلمانوں کی یہ کیسی سخت بدنصیبی ہے کہ اب کفر کی شوکت سے مرعوب ہیچ کردہ نہ صرف یہ کہ اسلامی حکومت کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں، بلکہ غیر مسلموں کی خوشامد میں اپنی تاریخ کو بھی بدل رہے ہیں اور انہیں یقین دلا رہے ہیں کہ حضرت سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید کا جہاد حکومت شرعی قائم کرنے کیلیے نہ تھا۔ ابھی حال میں ایک بزرگوار نے کانگریس کی حمایت میں مذہب کو سیاست سے علیحدہ رکھنے کی تبلیغ میں ایک کتاب لکھی ہے اور اسکا نام رکھا ہے "مسلمانوں کا روشن مستقبل"۔ اس کتاب میں آپ نے بے تکلف لکھ مارا ہے کہ "مگر یہ (یعنی قیام حکومت) آپکے مشن کے خلاف تھا" اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دماغ سے شرعی حکومت قائم کرنیکا سودا نکال دینا چاہیے۔ افسوس ہے اس کتمان حقیقت پر اور اسلام سے مسلمانوں کے ایسے "روشن مستقبل" کو جس میں اسلام کی حکومت کا سودا ہی ان کے سر سے نکل جائے۔ یہ سودا نکلنے کے بعد مسلمان ہو گا کہاں کہ اس کا کوئی مستقبل ہو اور وہ روشن بھی ہو!